رہے تھے۔ ناشتہ کر کے میں نے مولانا کی اہلیہ سے اپنی مجبوری کہلا بھیجی کہ آج میرا پٹنہ روانہ ہو جانا بہت ضروری ہے۔ ہم سب سیدھے اسٹیشن روانہ ہوگئے مگر وہ دن اور آج کا دن، میں نے پھر ان کو دیکھا نہیں۔ ملک تقسیم ہو گیا۔ جذبات بدل گئے۔ لہلہاتے درخت خشک ہو کر پیوند زمین ہو گئے، ان کی جگہ پر نئے پودے نکل کر تناور درخت بن گئے مگر پرانی یادیں پہلے ہی کی طرح آج بھی دل کو بے چین کر دیتی ہیں۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی گزر گئے۔ میں نے ۱۹۲۱ء کے بعد پھر انہیں نہیں دیکھا مگر آج بھی جب ان کی یاد آتی ہے تو دل بیقرار ہو جاتا ہے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے قومی خدمات کا ایک طویل اور شاندار ریکارڈ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ جمیعتہ العلماء کو انہوں نے پروان چڑھایا، مجلس احرار کو انہوں نے قوت اور روشنی بخشی، پنجاب میں ملکی سیاست کو اونچی سیڑھیوں پر وہی لائے، انہی کی معجز بیانی سے ہندوستانی سپوت ملک پر نثار ہونے کے لئے تیار ہو کر سینوں پر انگریزوں کی گولیاں کھاتے تھے۔ انگریزوں کے لئے توپ اور رائفل سے زیادہ خطرناک مولانا عطاء اللہ شاہ کی آتش نوائی تھی جو دم کے دم میں نہتے لوگوں کو انگریزوں سے ٹکر لینے کے لئے ان کے رائفل کے مقابل بھیج دیتی تھی۔ یہی سبب تھا کہ مولانا عطاء اللہ شاہ حکومت کے قید و بند کی برابر زینت بنے رہے۔ آج مولانا نہیں ہیں مگر ان کی عظیم المرتبت داستان حیات باقی ہے۔

"عقیدت" ..... اور ..... "ارادت"!

گذشتہ روز کا واقعہ ہے کہ میں بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ "امروز" کا پرچہ پاس پڑا تھا جس پر حضرت شاہ جی کا فوٹو چھپا ہوا تھا۔ محلہ کی ایک چھوٹی بچی کھیلتی ہوئی آئی اور شاہ جی کا فوٹو دیکھ کر بولی یہ شاہ جی کا اخبار ہے؟ کسی جواب کا انتظار کئے بغیر واپس دوڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آئی اور بڑے منت آمیز لہجے میں کہنے لگی۔ کہ میری نانی اماں بہت ہی بوڑھی ہیں۔ وہ شاہ جی کے جنازہ پر نہیں جا سکیں آپ ہمیں یہ اخبار دیدیں گے؟ ہم تصویر دیکھ کر جلد واپس کر دیں گے۔ اخبار لے گئی۔ واپس آ کر بولی اگر آپ کے پاس شاہ جی کی کوئی اور اچھی سی تصویر ہو تو ہمیں دے دو، ہم زیارت کر کے واپس کر دیں گے۔

اس بات سے جہاں عوام الناس میں شاہ جی کی بے پناہ مقبولیت اور لوگوں کی انکے ساتھ عقیدت اور ارادت کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں یہ اندیشہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ شاہ جی ساری عمر جن خلاف شرع افعال (مثلاً قبر پرستی، تصویری پوجا، نذر نیاز اور اندھی عقیدت وغیرہ) سے منع فرماتے رہے ہیں۔ ہم لوگ ان افعال کی ابھی سے خود شاہ جی کی تصاویر اور شاہ جی کے مزار سے ابتدا نہ کر بیٹھیں۔

(شذرہ / ماہنامہ "الصدیق" ملتان۔ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ)

حاشیہ برائے صفحہ ۲۵۱

اور اسی انداز میں

(۱) سید محمد اسحق، سید عبدالغنی کے فرزند تھے۔ حافظ ضیاء الدین صاحب رحمہ اللہ کے دیگر چچا سید حیدر شاہ صاحب سید حسام الدین اور سید پیر شاہ صاحب بھی تجارت کی غرض سے پٹنہ جایا کرتے تھے (مرتب)